

13726-شعبان کے آخر میں روزے رکھنا

سوال

کیا نصف شعبان کے بعد روزے رکھنے جائز ہیں، کیونکہ میں نے سنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟

پسندیدہ جواب

ابو حریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(جب نصف شعبان ہو جائے تو روزہ نہ رکھو) سنن ابو داود حدیث نمبر (3237) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1651) سنن ترمذی حدیث نمبر (738) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح ترمذی (590) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

لہذا یہ حدیث نصف شعبان یعنی سولہ شعبان سے روزہ رکھنے سے منع کرتی ہے، لیکن اس کے علاوہ اور دوسری احادیث میں روزہ کا جواز بھی ملتا ہے ذیل میں ہم چند ایک احادیث ذکر کرتے ہیں:

ابو حریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(رمضان المبارک سے ایک یادو دن پہلے روزہ نہ رکھو، لیکن وہ شخص جو پہلے روزہ رکھتا رہا ہے اسے روزہ رکھ لینا چاہیے) صحیح بخاری حدیث نمبر (1914) صحیح مسلم حدیث نمبر (1082)

یہ حدیث نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے لیکن صرف اس شخص کے لیے جو عادتاً روزہ رکھ رہا ہے مثلاً کسی شخص کی عادت ہے کہ وہ پیر اور محمرات کا روزہ رکھتا ہے یا پھر ایک دن روزہ رکھتا اور دوسرے دن نہیں رکھتا تو اس کے لیے جائز ہے۔

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتے ہیں کہ:

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً پورا شعبان ہی روزہ رکھا کرتے تھے) یہ مسلم کے الفاظ میں دیکھیں صحیح بخاری حدیث نمبر (1970) صحیح مسلم حدیث نمبر (1156)۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیہ کہنا کہ (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پورا شعبان ہی روزہ رکھتے تھے، اور اس میں سے چند ایک دن چھوڑ کر سارا شعبان ہی روزہ رکھتے تھے)، دوسرے جملہ پہلے کی شرح ہے، اور اس کی وضاحت ہے کہ کہ مسے مراد غاباً ہے احمد۔

لہذا یہ حدیث نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے پر دلالت کرتی ہے لیکن صرف اس شخص کے لیے جو نصف سے پہلے بھی روزہ رکھ رہا تھا۔

اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے شافعیوں کا کہنا ہے کہ:

نصف شعبان کے بعد صرف اس کے لیے روزہ رکھنا جائز ہے جس کی روزہ رکھنے کی عادت ہو یا پھر پلے نصف میں جس نے روزے رکھیں ہوں۔
اکثر اہل علم کے ہاں صحیح بھی یہی ہے کیونکہ حدیث میں نہی تحریم کے لیے ہے۔

اور بعض۔ مثلاً روایتی۔ کا کہنا ہے کہ یہاں پر نہی تحریم کے لیے نہیں بلکہ کراہت کے لیے ہے۔

ویکھیں: کتاب المجموع (6/399-400) فتح الباری (4/129)۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ ریاض الصالحین میں کہتے ہیں:

نصف شعبان کے بعد رمضان سے ایک یا دو دن قبل روزہ رکھنے کی ممانعت میں باب لیکن جس شخص کی روزہ رکھنے کی عادت ہو یا وہ پلے سے رکھ رہا ہو اور آخر شعبان کو بھی ساتھ ملانا چاہے یا وہ جمعرات اور پیر کار روزہ رکھتا ہوا س کے لیے جائز ہے۔ احمد ویکھیں ریاض الصالحین صفحہ (412)۔

اور جمصور علماء کرام نے نصف شعبان کے بعد روزہ سے نہی والی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، لہذا وہ اس بنابر کہتے ہیں کہ نصف شعبان کے بعد روزے رکھنے مکروہ نہیں۔

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے:

جمصور علماء کہتے ہیں کہ: نصف شعبان کے بعد نفلی روزے رکھنا جائز ہیں، اور اس کی نہی میں وارد شدہ حدیث کو انہوں نے ضعیف قرار دیا ہے، امام احمد اور ابن معین کا کہنا ہے کہ یہ منکرے ہے۔ احمد فتح الباری۔ اس حدیث کو ضعیف کہنے والوں میں امام بیحقی اور امام طحا وی شامل ہیں۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے المعني میں کچھ اس طرح کہا ہے:

امام احمد نے اس حدیث کے بارہ میں کچھ یوں کہا ہے:

یہ حدیث محفوظ نہیں، ہم نے اس کے بارہ میں عبدالرحمن بن محدث سے پوچھا تو انہوں نے اسے صحیح قرار دیا اور نہ ہی اسے میرے لیے بیان ہی کیا، بلکہ اس سے بچتے تھے۔

امام احمد کہتے ہیں: علاء ثقہ ہے اس کی احادیث میں سوائے اس حدیث کے انکار نہیں۔ احمد

علااء کوں ہے:

وہ علاء بن عبد الرحمن اس حدیث کو اپنے والد سے اور وہ ابو حریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے تہذیب السنن میں اس حدیث کو ضعیف قرار دیئے والوں کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے، جس کا ماحصل یہ ہے کہ:

یہ حدیث صحیح اور مسلم کی شرط پر ہے، اور علاء کا اس حدیث میں تقدیر اس حدیث میں قدر شمار نہیں ہوگا، کیونکہ علاء ثقہ ہے، اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح میں اس کی بہت سی احادیث روایت کی ہیں جو کہ اس سند علاء عن ابیہ عن ابو حریرہ سے ہیں، اور بہت سے ایسی سننیں ہیں جو ثقات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متفرد بیان کی میں اور امت نے اسے قبول کرتے ہوئے اس پر عمل بھی کیا ہے۔

پھر وہ کہتے ہیں :

اور شعبان کے روزوں والی احادیث کے بارہ میں معارض ہونے کا خیال کرنا صحیح نہیں کیونکہ ان میں کوئی معارضہ نہیں ہے، کیونکہ وہ احادیث پہلے نصف کے دوسرے نصف کے ساتھ اور نصف شعبان میں عادتاً کے جانے والے روزوں پر دلالت کرتی ہے، اور علاء والی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ نصف شعبان کے بعد جو شخص عمداً روزے رکھے اس کی لیے ممانعت ہے، ناکہ عادتاً اور نہ ہی جو پہلے نصف میں روزے رکھتا ہو اور سرے نصف کو بھی ساتھ ملانا چاہیے۔ اہ

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالیٰ سے نصف شعبان کے بعد روزے رکھنے والی نہیٰ کی حدیث کے بارہ میں سوال کیا گیا تو ان کا جواب تھا :

یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ ہمارے بھائی علامہ ناصر الدین البافی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے، اور اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ نصف شعبان کے بعد روزے رکھنے شروع کیے جائیں، لیکن جو شخص ممینہ کے اکثر یام یا پھر تقریباً ساراً ممینہ ہی روزے رکھتا ہے تو وہ سنت پر عمل پیرا ہے۔ اہ

دیکھیں مجموع فتاویٰ اشیع ابن باز رحمہ اللہ تعالیٰ (15/385)۔

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ ریاض الصالحین کی شرح میں کہتے ہیں :

اگر حدیث صحیح بھی ہو تو اس میں وارد نہیٰ تحریم کے لیے نہیں بلکہ صرف کراہت کے لیے ہے، جیسا کہ بعض اہل علم رحموم اللہ نے بھی ایسا ہی انذکیا ہے، لیکن جس کی روزہ رکھنے کی عادت ہو وہ روزہ رکھ سکتا ہے پاہے نصف شعبان کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔ اہ

دیکھیں شرح ریاض الصالحین (3/394)

جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ :

نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنا یا تو کراہت یا پھر تحریم کی بنا پر منع کیا گیا ہے، لیکن جو شخص عادتاً رکھتا ہو یا پہلے نصف کو آخر شعبان کے ساتھ ملائے اس کے جائز ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اس نہیٰ کی محکمت یہ ہے کہ مسلسل روزے رکھنے سے ہو سکتا ہے کہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے میں کمزوری آجائے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اگر شعبان کے شروع سے ہی روزے کے تو اس میں اور بھی زیادہ کمزوری پیدا ہو گی!

تو اس کا جواب ہے کہ :

جو شخص شعبان کے شروع سے ہی روزے رکھتا ہے وہ روزے کا عادی بن جاتا ہے جس کی بنا پر اس کی مشقت میں کمی پیدا ہو جائے گی۔

ملا علی قاری کا کہنا ہے :

یہاں پر نہیٰ تنزیہ کے لیے ہے، امت اسلامیہ پر مہربانی اور رحمت ہے کہ کہیں وہ کمزور ہو کر رمضان المبارک کے روزے رکھنے کا حق ادا نہ کر سکیں اور ان میں سستی پیدا ہو جائے گی، لیکن جو شخص پورے شعبان کے روزے رکھتا ہے وہ تو روزوں کا عادی بن چکا ہے، جس کی بنا پر اس سے یہ مشقت زائل ہو جائے گی۔ اہ

واللہ اعلم۔